JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 42, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

کلامِ فرید میں ہندی تلمیحات کا تجزیاتی مطالعہ: کافی نمبر 70 کے حوالے سے

AUTHOR(S)

* **Dr. Naseem Akhtar**
  Professor, Khawaja Ghulam Farid Chair, Siraiki Area Study Centre, Bahauddin Zakariya University, Multan

CONTACT
* sachalsarmast2011@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: June 10, 2026
Accepted on: June 30, 2026
Published on: June 30, 2026

DETAIL(S)

Volume No. 42, Issue No. 01, Page No: 35-43
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2026. ©Journal of Research (Urdu) 2026.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

* پروفیسر ڈاکٹر نسیم اختر

کلامِ فرید میں ہندی تلمیحات کا تجزیاتی مطالعہ: کافی نمبر 70 کے حوالے سے

An analytical study of hindi allussions in kalam-e-Fareed: Reference to Kafee No.70

ABSTRACT

Saraiki poetry of Khawaja Ghulam Farid is a beautiful synthesis of profound ideas, shaped not only by various linguistic traditions but also by an extensive study of Hindi and Sanskrit mythological thoughts, symbols, and philosophical concepts, combined with a refined intellect and visionary insight."In his poetic discourse, one not only discovers new avenues for exploration, inquiry, and research into the authoritative cultural, symbolic, and qualitative traditions of earlier ages, but the poetry of Khawaja Sahib also remains deeply imbued with Hindu mythological symbols, allegories, signs, metaphors, and interpretative expressions that encompass the realms of history, religion, and philosophy. These all elements are not just literary embellishment but as a symbol of mystical experience and intellectual breath for him. Especially the kafee number 70 is an important example of the deep study and layered analysis of these symbols and signs. Where new dimensions of intellectual, spiritual and philosophical meanings are revealed in the background of mythological signs..

KEYWORDS

Saraiki poetry, khawaja Fareed, Hindi mythology, symbols, philosophy, poetic discourse, allegory, metaphors, literary embellishment etc.

سرائیکی وسیب کے لیجنڈ شاعر خواجہ غلام فرید کے کلام کی لفظیاتی تفہیم کے لیے جہاں سرائیکی فونولوجی (لغت+ گرائمر+ساؤنڈز) یا دوسرے لفظوں میں سرائیکی لسانیات کا جاننا ضروری ہے؛ وہاں زبانوں میں پراکرتوں سنسکرت(Purified Language)، سندھی، عربی، فارسی، ہندی اور پنجابی کی شُدبُد بھی اشد ضروری ہے

کیونکہ خواجہ غلام فرید صرف سرائیکی شاعر نہیں ہیں بلکہ کئی زبانوں کے شاعر ہیں۔ جس طرح کہ کہا جاتا ہے اور بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ آپ ہفت زبان شاعر ہیں۔ اس بات کی تصدیق اُن کے کلام میں موجود لفظیات ، اصطلاحات ، تلمیحات ، علامات ، محاورات ، ضرب الامثال (آکھاݨ) اور مختلف زبانوں اور ثقافتوں کی برتی جانے والی میتھالوجی (Mythology) سے لگایا جاسکتا ہے۔

خواجہ غلام فرید کا کلام علمیت سے لبریز معلومات کا بھی خزانہ ہے۔ یہ معلومات و تلمیحات کلام کا حصہ بن کر شاعری کو انسائیکلوپیڈیا کا درجہ عطا کرتی ہیں۔ سرائیکی شاعری میں اگر کچھ معلومات لینی ہوں تو دیوانِ فرید سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔اس مثال کی وضاحت کے طور پر یہ ایک حوالہ ہے کہ آپ کے کلام میں 15 انبیاء کرام اجمعین، 07 صحابہ کرام، 19 بزرگان دین (صوفیاء) 15 عشقیہ داستانوی کردار، 13 دیگر کردار اہم شخصیات جبکہ 20 دیوی دیوتاؤں کا ذکر موجود ہے۔ مذہبی کتب اور صحیفہ جات جن کا ذکر موجود ہے وہ 22 ہیں۔ایک وسیبی Anthropologist کی حیثیت سے 10 قوموں کا ذکر کرتے ہیں۔ جنگی آلات، زرعی آلات اور دیگر مستعمل آلات کی تعداد 36 ہے۔ وسیبی پھل، پھول، میٹھے، میدانی وصحرائی بوٹے اور بوٹیاں رُکھ کا تذکرہ، معدنیات کے حوالے، برتنوں کا ذکر، نسوانی حسن کو چار چاند لگانے والے ہار سنگھار کی چیزوں کا اصطلاحاً پیش کرنا یہ سب خواجہ غلام فرید سئیں کا وصف ہے۔ ملک، علاقے، شہر، مقدس مقامات خواہ وہ اسلامی ہیں یا غیر اسلامی سب اُن کی نظر میں ایک صوفی کی حیثیت سے مقدس ہیں اور ایک ہیں۔

مسجد مندر ہکڑو نور
یا
تینوں مسجد مندر دیر کھوں
یا
قبلہ، کعبہ، مسجد، مندر وغیرہ

مقام عبادات کا اکٹھا ذکر دیوان فرید میں تقریباً 8 مقامات پر ہے۔ پھر معبود حقیقی کے شاہکار چرند پرند و درند، حشرات کیڑے مکوڑے، رنگ، رُتیں، موسم، اُس کی آیاتِ بے نظیر ہیں. مختصراً اگر کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ وسیب کا کوئی عنصر یا جزو ایسا نہیں ہے جس کا ذکر کلام فرید میں نہ ملے۔

موسیقی کے سروں پر قائم کلام، جس کے ہر سُر کی آخری تان ''انہد مرلی'' پر انت ہوتی ہے۔ وہ سرجو سرمدی صُوت اور نغمہ لاہوتی ہے۔ یہ صوفی کی تپسیا کا ایک انگ ہے۔ جس کا فلسفہ خواجہ سئیں کی 8 کافیوں میں ملاحظہ کیا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

جاسکتا ہے۔

انہد مُرلی شور مچایا (کافی نمبر 2)
انہد گھور گگن موں گاجے (کافی نمبر 70)
قدسی بنسی انہد ازلوں (کافی نمبر 110)
انہد بین بج ا گیوں سوہٹا یارا (کافی نمبر 85)

ان مصرعوں میں شامل اصطلاح عربی ہے جبکہ کلام فرید میں صوتی اصطلاحات کا بیشتر حصہ سرائیکی، عربی، فارسی اور ہندی لفظیات، وسیبی کرداروں اور اشیاء سے مملو ہے۔ مگر اصطلاحات یا اساطیر کے حوالے سے چند کافیاں ایسی ہیں جن پر سرائیکی کا گمان تک نہیں ہوتا۔ مثلاً کافی نمبر 70 کو پڑھیں تو یہ لسانی نظریہ سچ ثابت ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ ''سرائیکی سنسکرت سے پہلے کی زبان ہے۔'' اس نظریہ کو اس لیے بھی تقویت ملتی ہے کہ سنسکرت کے بہت سارے الفاظ آج بھی سرائیکی کے روزمرہ میں بولے جاتے ہیں، عام بول چال سے شروع ہو کر ادبی زبان میں بھی مستعمل کیے جاتے ہیں۔

ا بندرابَن میں کھیلے ہوری شام دوارے میر ولال (کافی نمبر 70)

دیوان فرید کی یہ کافی جس کے گیارہ اشعار ہیں۔ یہ کافی ہندی لفظیات پر مشتمل ہے جنھیں ہندی صوفی اصطلاحات کے طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہاں دراصل خواجہ غلام فرید نے ہندی اصطلاحات کو اشعار کے روپ میں سجا کر ہندی میتھالوجی کا ابلاغ کیا ہے۔

اس شعر کا مطلب تو کچھ یوں اخذ ہوتا ہے:

ترجمہ: ''میرے محبوب یعنی کرشن جی مہاراج نے بندرابن میں اپنے دُوارہ پر ہولی کھیلی ہے۔''

اس ایک شعر میں ہندی میتھالوجی تلمیح اور عشق حقیقی کی توجیح موجود ہے۔ اس کا اظہار کافی نمبر 20 میں بھی پایا جاتا ہے۔ اب اگر اس شعر کی لفظیاتی تفہیم کی جائے تو کچھ یوں ہے:

> ''بندرابن۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں کرشن جی پیدا ہوئے. یہ میتھرا کا علاقہ 168 میل کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ہندوؤں کے لیے مقدس جگہ تصور کی جاتی ہے جہاں وہ یاترا (دیوتاؤں اور تیرتھوں کے مقامات پر زیارت کے لیے جایا) کرتے ہیں۔''(1)

ہوری کھیلے۔ ہندوؤں کا خوشی کا تہوار ہے۔ یہاں ہندی تلفظ کے ساتھ لکھا گیا ہے جسے ہولی بھی کہتے ہیں۔

اس بارے نور احمد فریدی رقم طراز ہیں:

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

”ہولی ہندوؤں کا قدیم ترین تہوار ہے۔ ملتان میں ہر ناکشپ ایک مغرور بادشاہ ہو گزرا ہے۔ اُس نے اپنے خدا ہونے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے کمسن بیٹے پر ہلاد کو باپ کا یہ دعویٰ ناگوار گزرا اور اس نے برملا مخالفت شروع کر دی۔ راجہ نے برہم ہو کر اسے قسم قسم کے عذاب دیئے اور جان سے مار دینے کی بھی کوشش کی۔ مگر اُس کا بال بیکا تک نہ ہوا۔ آخر راجہ کی بہن ہولکا دیوی نے بھائی سے کہا کہ میں نے ریاضت کر کے آگ کو مسخر کر لیا ہے۔ وہ مجھ پر اثر نہیں کر سکتی۔ آپ آگ کا الاؤ تیار کریں۔ میں پر ہلاد کو لے کر اس میں بیٹھ جاؤں گی۔ یہ جل کر بھسم ہو جائے گا، مگر میں محفوظ رہوں گی. مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب یہ پَر ہلاد کو اُٹھائے آگ کی بھٹی میں داخل ہوئی تو خُود جل کر راکھ ہو گئی، مگر حافظِ حقیقی نے پَر ہلاد کو بال بال بچا دیا، اُس روز سے ہولکا کے جلنے اور پَر ہلاد کے بچ جانے کی خوشی میں جشن منایا جاتا ہے جس میں ہندو ایک دوسرے پر رنگ پاشی کرتے ہیں۔ کرشن جی بھی بڑے اہتمام سے ہولی مناتے تھے۔“(2)

رنگوں کی برکھا خوشی کی علامت کے طور پر نمو پذیر ہوئی۔ خوشی کے یہ رنگ کائنات کے رنگوں کی سانتا کو پیش کرتے ہیں جہاں خوشی اور رنگ مستقل نظر آتے ہیں۔ اسی طرح شام دوارہ یعنی کاشانہ محبوب، شام دراصل شیام کی تخفیف ہے۔ سانولے رنگ کا، سیاہ سلونا، کرشن جی چونکہ سانولے تھے اس لیے انہیں ”شام یا شیام“ کہا جاتا تھا۔ خواجہ غلام فرید کے کلام میں یہ لفظ چھ دفعہ آیا ہے۔ بالترتیب کافی نمبر 20، 70، 85، 132، 218 اور 268 میں یہ لفظ محبوب اور محبوب حقیقی کے معنوں میں آیا ہے۔ یہ اور اسی طرح کے دیگر اساطیر کا ہونا وادی سندھ کی تہذیب میں رواجاً بھی ہے۔ اسی طرح اس کے مترادف کشن یا کرش "مراد سیاہ رنگ کے بارے ہندی متھ میں کہا جاتا ہے کہ خُدا کا رنگ بھی کالا ہے۔

”رام چندر جی جو انسانی روپ کے بعد بھگوان کا روپ دھار چکے تھے وہ سیاہ رنگ کے تھے۔ میتھرا کے قریب بندرابن میں اپنی گوپیوں کے ساتھ ساری رات ناچتے رہتے تھے۔“(3)

رنگوں کی برکھا کے بعد کائنات کے سُروں پر رقص محبوب حقیقی کے وجدان کا اظہار یہ بھی ہے۔ اگلے چند مصرع ملاحظہ کیجیے:

اَدھر مَدُھر موں بنسی باجے چوراسی لکھ ساج آوا جے
بھولی کایا، مایا موڑی سُن کے گیان انوکھے خیال

اگر اس کا ظاہری مفہوم واضح کیا جائے تو گویا تمام کائنات میں چوراسی لاکھ ساز کی شیریں آواز میں نغمے گائے

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

جا رہے ہیں جس کی میٹھی دُھن اور مستی معرفت کی لے اور انوکھے خیال سُن کر میں مدہوش ہو گیا ہوں اور ایسی مستی میں جسم و جاں اور مال و متاع کی یاد جاتی رہی۔

اب اس کی لفظی تفہیم کی جائے تو اس میں اُردو اور ہندی دونوں مفاہیم کو اُن کے پس منظر کے تحت سمجھنا ہو گا۔ اَدھر مدھر: مدھر، لفظ اَدھر کا تابع مہمل ہے جس طرح روٹی ووٹی وغیرہ، مولانا عزیز الرحمٰن نے اَدھر کا مطلب اس طرح واضح کیا ہے: ''اَدھر سنسکرت کا لفظ ہے، نچلا ہونٹ جس پر رکھ کر بنسری بجائی جاتی ہے جبکہ مُدھر کے معنی شیریں اور خوش آواز کے ہیں۔''(4)

یہ دراصل ہندی اصطلاح ہے جس کا لفظی معنی ہے:

''بغیر سہارے کے مقام، دنیا اور بہشت کی درمیانی جگہ، آسمان اور زمین کے درمیان خلا کا حصہ، کم، پیچ، ناکس، فرق، نچلا حصّہ، لب زیریں وغیرہ۔''(5)

خواجہ غلام فرید کے ان مصرعوں کا مضمون بھگت کبیر کے ہاں بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اُنہوں نے یہ مضمون کچھ یوں باندھا ہے:

لکھ چوراسی دھاراں، تہاں جیوں دیدواس
چودہ جم رکھواریا، چار وید وسواس

ترجمہ: ''یہ چاروں ویدوں کا اعتقاد ہے کہ چوراسی لاکھ جونیوں یا اقسام جانداروں کے اندر روح کو رہنے کی جگہ دی گئی۔ ان پر نظر رکھنے کے لیے چودہ جم یعنی ملک الموت رکھے گئے۔''

فریدیات پر کام کرنے والوں نے اس کافی کی اپنی علمی و تحقیقی استعداد کے مطابق معانی اور تشریح کی ہے۔ ان میں ڈاکٹر مہر عبدالحق، محمد آصف خان، صدیق طاہر، قیس فریدی، محمد افضل خان، طاہر محمود کوریجہ اور دیگر شارحین شامل ہیں۔ ان تمام نے اس بند کے مفاہیم تقریباً یکساں کیے ہیں۔ فضل فرید لا لیکااِن تمام مطالب و تشریحات کا تقابل کرنے کے بعد جو مفہوم اخذ کرتے ہیں وہ قریب ترین اور ہندی میتھالوجی کے ادراک کا آغاز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''فضائے بسیط ''تمام کائنات'' میں (حمد الٰہی کی) یقینی بنسی بج رہی ہے اور تمام ذی روح (جو کہ چوراسی لاکھ ہیں) اپنی اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہے ہیں(6)

جبکہ دوسرے مصرعے میں لفظ ''گیان'' لفظی، اصطلاحی اور خاص طور پر سنسکرت اصطلاح میں یہ اس طرح صوتی مفہوم رکھتا ہے۔

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

گیان: علم و فہم، آگہی، علم تصوف، علم حقیقی، علم معرفت، وحدانیت کا یعنی ایشور مایا اور جیو کے بارے میں جاننا۔

جبکہ اردو، کلاسیکی، ہندی اور انگریزی ڈکشنری کے مطابق اس اصطلاح کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنی علمِ معرفت، علمِ الٰہی اور خاص مذہبی علم جو غور و فکر اور فلسفہ کے وسیلے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سے خُدا تعالیٰ کی قدرت اور غیر فانی ہونا۔ جسمانی و دینوی خوشیوں کی پائیداری، فانی دنیا سے حذر اور اخروی نجات کی کامل امید انسان کے ذہن میں سما جاتی ہے۔"(7)

یہی لفظ گیان سندھ میں سرائیکی شاعری کے سرخیل سئیں روحل فقیر کی شاعری میں کچھ یوں مستعمل ہے:

عشق چراغ تھیا جب روشن، بھئی رات اندھیری
گیان انجن وچ پا آکھیں دے، الٹی کھادی پھیری

ترجمہ: "جب عشق کا چراغ روشن ہوا تو اندھیری رات ختم ہوگئی۔ معرفت کا سرمہ آنکھوں میں ڈال اس نے الٹا چکر کاٹا (گویا واپس اپنے رب کی طرف لوٹ آیا ہے)(8)

اب اس کافی کے اگلے شعر کی تفہیم میں مستعمل چند ہندی لفظیات و میتھالوجی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ترکھَٹ جمنا تیرتھ / تر پھٹ ناؤں — دریت دویت پاپ مٹاؤں
پی کے پے سنگ پریم کٹوری — ناچت گاوت رنگ رس تَال

اس کا ظاہری مفہوم ہے کہ میں تین صفتوں والے جمنا میں جی بھر کر نہاؤں جس سے شرک کے تمام گناہ صاف ہو جائیں۔ پھر اپنے محبوب کے ساتھ محبت کی شراب پی کر ناچوں، گاؤں یعنی محبت کے نغمے گاتے ہوئے عشق کے وجد و مستی میں ناچوں۔ اس طرح وجد کے اساطیری حوالے تاریخ میں جھانکنے اور شعور اُجاگر کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ میتھالوجی، تاریخ کی روشنائی میں اس طرح چمکتی ہوئی اور اُجلی دکھائی دیتی ہے، تمام میتھیکل (Mythical) گرہیں خود بخود کُھلنے لگ جاتی ہیں اور اصل حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔

انہد گھور گگن موں گا جے — چنگ مردنگ لکھو لکھ باجے
لاگی جوری سبد ٹکورے برست گُرج پرتیت گلال

خواجہ صاحب نے اس چوکٹھے میں کافی نمبر 2 والا مضمون باندھا ہے۔ مگر اس میں ہندی لفظیات اور میتھالوجی کے ساتھ نیا انداز اپنایا ہے۔ "انا الحق" کے نعرۂ مستانہ کو محسوسات اور ساز و آواز کے ساتھ پیش کرتے ہیں ان مصرعوں میں موسیقیت ہے، تکرار ہے، تسلسل و روانی ہے جو بے خودی کی کیفیت کی پرچارک ہے۔ کائنات کی ہر

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

آواز جب یہ کہے کہ "اَنَا اَحَدُ" اور آواز کے ساتھ اشکال بھی اشیاء کائنات میں دکھائی دے تو پھر صوفی کہتا ہے: **انہد گھور گگن موں گاجے۔**

علامہ اقبال کی طرح آپ بھی کہیں کہیں آیات قرآنی یا احادیث کے مفاہیم کو اپنے مصرعوں میں پرو دیتے ہیں جیسے: "**قُلْ ھوَ والاَ اَحَدْ**" (کہو اللہ ایک ہے واحد ہے)۔ اور مصرع میں ہے کہ انہد کی آواز گھنگھور بادلوں کی گھن گرج کے ساتھ شور انبساط پیدا کر رہی ہے۔ انہد مرلی شور مچایا (کافی نمبر 2) ایک وجد کی کیفیت کا اظہار ہے۔ جہاں صوفی محبوب حقیقی کے عشق میں وجد و سرور کے لمحات میں موج زن ہے۔ یہ مفہوم اس چو مصرع کے ابتدائی دو مصرعوں میں عیاں ہے۔ واحدانیت کا پُر کیف سرور بادلوں کی گھن گرج کی طرح اپنے طلسم میں لپٹے ہوئے ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے مختلف ساز چنگ، مردنگ بج رہے ہیں۔ جیسے طبلے پر میٹھے سُروں کا سحر اُمڈ رہا ہو۔

آخری مصرع میں انبساط کی کیفیت کی انتہا معلوم ہوتی ہے۔ جب کوئی صوفی کہے کہ میرا محبوب حقیقی بس محبت کے پھول برسا رہا ہے گویا تصوف کے باہمی رشتے کی تار جُڑ گئی ہے۔ صوفی کو مرشد حق کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔ جس کو حضرت سلطان باہو "ھو" کہہ کر محسوس کرتے ہیں۔

ع - عاشق راز ماہی دے کولوں کدی نہ ہوون واندے ھُو
نیندر حرام تنہاں تے ہوئی جھڑے اسم ذات کماندے ھُو [(9)]

ان مصرعوں میں اساطیر کی ایک اور پرت کھلتی ہے

برج موں دھوم پری دھن لاگے   ابھماں ٹُوٹے کبدھیا بھاگے
بانہہ مروڑے بنگری توڑے   کنور کنئھی   چنچل چال

اس میں شادمانی کی کیفیت کا اظہار ہے کہ محبوب جب کرم نوازی کرتا ہے تو ہر طرف خوشی کے شادیانے بجتے ہیں۔ غرور کے سر خود بخود نگوں ہو جاتے ہیں۔ جہالت کا گھُپ اندھیرا نُور میں بدل جاتا ہے اور جہاں بھر میں مسرت و شادمانی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ شوخ و چنچل محبوب خوشی اور محبوبیت میں باہیں مروڑ کر چوڑیاں توڑ رہا ہے۔ میرا محبوب حقیقی بھی جب نظر التفات فرماتا ہے تو روم روم جُھوم اُٹھتا ہے۔

خواجہ غلام فرید ایک مخلوط وسیب کے باسی، صوفی شاعر اور مصلح تھے۔ "مقابلیس المجالس" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صبح کی نماز کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آپ کی محافل میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے افراد بھی شریک ہوئے تھے۔ اس لئے آپ تمام حاضرین کا خیال رکھتے تھے۔ اگرچہ خواجہ غلام فرید ابن العربی کے فلسفہ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ آپ کہتے ہیں:

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

مُلا ویری سخت ڈسیندے
بے شک ہن استاد دلیں دے
ابن العربی تے منصور (10)

اس طرح کی وسیبی مجالس میں بعض اوقات متعلقہ مسائل سے وابستہ مطالب کے بیان کی بجائے معانی و مطالب کے اخفا کو مد نظر رکھتے۔ جو لوگ اسرار و رموز کو سمجھنے کے اہل ہوتے وہ فیض پاتے اور جو اہل نہ ہوتے اُنھیں مادی حوالوں سے سمجھاتے۔ الفاظ دراصل رمز و علامات کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان رموز میں نفس، روح، وقت، مقام، حال، ہیئت، انس، وجود، تواحد، فنا و بقا، سرّ، غیب، حضور، محو و اثبات، قرب و بعد وغیرہ کا اظہار ملتا ہے۔ اس لیے آپ کا ماننا تھا کہ علم ظاہر اور علم باطن دونوں کے اجتماع سے علم مکمل ہوتا ہے۔

خواجہ غلام فرید دیگر مذاہب کا احترام کرتے تھے۔ آپ کی شاعری دراصل آپ کے فکر و وجدانِ تصوف کی اساطیری اصطلاحات اور اُن کے حقائق کا مجموعہ ہے. یہی خاصیت ان کی شاعری کو آفاقیت عطا کرتی ہے۔ وہ اپنے کلام میں جہاں، سسی پنوں، ہیر رانجھا، کیچ بھنبھور کی تلمیحات استعمال کرتے ہیں وہاں وہ ہندی و سنسکرت الفاظ و تلمیحات کو استعمال کرتے ہیں۔ بیان کردہ کافی نمبر 70 کا تجرباتی مطالعہ اس کا بین ثبوت ہے۔

اس مطالعے کا اگر مجموعی تجزیہ پیش کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ خواجہ غلام فرید سئیں کی کچھ کافیوں میں کثرت سے ہندی و سنسکرت کے فلسفہ جوگ، فلسفہ ویدانت اور فلسفہ تصوّف کا ورتارا اور ان کی اصطلاحات و تلمیحات ملتی ہیں۔ کئی کافیوں میں سنسکرت ادب کے اساطیری اور جمالیاتی پہلو نمایاں ہیں۔ ان میں کافی نمبر 70، 84، 58، 91 اور کافی نمبر 92 قابل ذکر ہیں۔ ان کافیوں میں جمالیاتی پہلوؤں کے علاوہ ہندی معاشرتی پہلو بھی نمایاں ہیں۔

خواجہ غلام فرید کا سرائیکی کلام ہندی اور سنسکرت اسطوری فکر و فلسفہ کے وسیع مطالعہ اور مرتکز ذہین و نظر کا خوب صورت مجموعہ افکار ہے۔ آپ کے سرائیکی کلام سے اُس عہد کے اعتقادی، تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی دھاروں تک رسائی کے لیے تلاش و جستجو اور تحقیق کے نئے در کھلتے ہیں۔ خواجہ صاحب کے سرائیکی کلام میں ہندی اساطیر، رموز و علائم اور تلمیحات و تشبیہات سے تاریخ، مذہب اور فلسفہ جس طرح مجتمع ہوتے ہیں وہ سب حوالے غور و فکر کے متلاشی ہیں اور محققین کے لئے نئے نئے سوالات پیدا کرتے ہیں۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 42, Issue No. 1, June 2026

حوالہ جات وحواشی

1۔ راجیسور راؤ، اصغر، ہندی اردو لغت (لاہور: سچیت کتاب گھر، 2003)، ص 485

2۔ نور احمد خان فریدی، مولانا، دیوان فرید (ملتان: قصر الادب رائٹرز کالونی، 1978)، ص 265

3. P. Thomas. "Epics. Myths & Legends of India". Bombay-1 D.B. Tara Porevola, 1961, Pg # 211

4۔ محمد عزیز الرحمن، علامہ، دیوان فرید، طبع چہارم (بہاولپور: اُردو اکیڈمی، 1995)، ص 236

5۔ راجیسور راؤ، اصغر، ہندی اردو لغت، ص 44

6۔ فضل فرید لا لیکا، چھچھ پتر (لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، فروری 2011)، ص 70

7۔ جان ٹی پلیٹس، اردو کلاسیکی ہندی اور انگلش ڈکشنری (لاہور: اُردو سائنس بورڈ، 2005)، ص 148

8۔ نسیم اختر، ڈاکٹر، سرائیکی شاعری کا سر خیل: سائیں روحل فقیر (ملتان: سرائیکی ادبی بورڈ، 2021)، ص 52

9۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر، ابیات باھو (لاہور: باھو پبلیکیشنز، 2007)، ص 423

ح: گر: مراد پیر و مرشد اور ہادی، رہنما

چھند پتری کے نظام کے تحت "گرو" کو آسان کر کے "گر" لکھا گیا ہے۔ جس سے شعری مصرع میں وزن اور موسیقیت دونوں برقرار رہتے ہیں۔ لفظ گرو کی جگہ "گر" کافی نمبر 2 کے شعر نمبر 2 میں بھی مستعمل کیا گیا ہے۔

گر نے پورے بھید بتائے
عقل فکر سب فہم گمائے

10۔ نور احمد خان فرید، مولانا، دیوان فرید، ص 460